آدم اور حوّا پر لعنت کا سوال

ایک نے دریافت کیا اور کہا اگر آدم اور حوّا کو باغِ عدن میں اپنی خطا کے سبب سزا ملی، اور بعد میں خُداوند یسوع مسیح آیا اور صلیب پر اپنی موت کے وسیلہ بنی اِسرائیل اور تمام انسانوں کے گناہوں کا کفّارہ کیا، تو پھر وہ سزائیں کیوں اب بھی باقی ہیں؟
کیونکہ آدم اب بھی اپنے چہرہ کے پسینہ میں روٹی کھاتا ہے، اور عورت اب بھی بچّہ جَننے وقت درد سے تڑپتی ہے؛ بلکہ وہ جو ایمان لاتے ہیں، توبہ کرتے ہیں، اور خُدا کے ساتھ وفاداری سے چلتے ہیں—وہ بھی اِن ہی بوجھوں کو اُٹھاتے ہیں۔ یہ کیوں ہے؟
یہ ایک نہایت فطری اور اہم سوال ہے۔

سزا سے رہائی، مگر نتائج سے نہیں

پہلا جواب یہ ہے:
مسیح کی موت اور قیامت پر ایمان کے وسیلہ سے ہم گناہ کی سزا سے رہائی پاتے ہیں؛ لیکن گناہ کے نتائج ہمارے ساتھ قائم رہتے ہیں جب تک خُداوند کا دُوسرا ظہور نہ ہو۔

بچّہ کی ایک مثال

ایک مَثَل سُنو:
ایک دس برس کا لڑکا تھا جو اپنے والدین کے ساتھ امرود کے باغ کے کنارے ایک گھر میں رہتا تھا۔اُس کے والد نے اُسے منع کیا، کہا: تُو امرود نہ توڑے اور نہ کھائے، کیونکہ وہ ابھی کچّے ہیں۔
پر جب اُس کے والدین مشغول تھے، اُس نے چُپکے سے جاکر امرود توڑا اور کھا لیا۔
کچھ وقت تک کسی کو خبر نہ ہوئی؛ مگر بعد میں اُس کے پیٹ میں سخت درد اُٹھا۔ تب وہ فریاد کرنے لگا اور مان لیا کہ اُس نےکچّے امرود کھائے ہیں حالانکہ منع کیا گیا تھا۔
اُس کے والدین نے اُسے معاف کیا، بلکہ گلے بھی لگایا؛ پر اُس کے پیٹ کا درد ختم نہ ہوا۔ کیونکہ نافرمانی کے نتائج اُس کے ساتھ رہے، اگرچہ اُس کی خطا معاف ہو گئی۔
اسی طرح خُدا اُس گنہگار کو جو مسیح کے وسیلہ توبہ کرے، معاف کرتا ہے؛ پر گناہ کے پھل اِس جہان میں باقی رہتے ہیں۔

پہلے سے، مگر ابھی نہیں

دُوسرا نکتہ یہ ہے:
"نیا عہدنامہ ہمیں ایک قاعدہ سکھاتا ہے: "پہلے ہی سے، مگر ابھی نہیں۔
ابتدا ہو گئی ہے، مگر کمال ابھی نہیں آیا۔
مسیح کے پہلے آنے سے، اُس کی موت، قیامت، اور رُوح القدس کے نزول سے نجات کا کام شروع ہو گیا۔ لیکن ہمارے بدن کی مخلصی اُس کے دُوسرے آنے تک پوری نہیں ہوگی۔

جیسا کہ رومیوں باب 8 میں لکھا ہے: "اور ہم آپ جو رُوح کے پہلا پھل رکھتے ہیں، اپنے دل میں آہیں بھرتے ہیں اور لے پالک ہونے کی منتظر ہیں، یعنی اپنے بدن کی مخلصی کی" (رومیوں 8:23)۔

نجات کے تین مراحل

یوں نجات کو تین رُوپ میں دیکھا جاتا ہے:

1. **راہِ نجات– گناہ کی سزا سے نجات**
ہم بچائے گئے ہیں۔ خُدا نے مسیح کے خُون کے وسیلہ ہمیں معاف کیا اور راستباز ٹھہرایا۔ یہی راہ یافتگی ہے—کہ اُس کے فضل سے مفت راستباز ٹھہرایا جائے۔
2. **تقدیس – گناہ کی قدرت سے نجات**
ہم بچائے جا رہے ہیں۔ روز بروز، کلامِ خُدا کے وسیلہ، رُوح کے وسیلہ، اور مسیح کے کفّارہ کے وسیلہ ہم پاک کئے جاتے ہیں، طاقت پاتے ہیں، اور پاکیزگی کے لیے الگ کئے جاتے ہیں۔ یہی تقدیس ہے—گناہ کی قدرت سے رہائی۔
3. **تمجید – گناہ کی حضوری سے نجات**
ہم بچائے جائیں گے۔ جب خُداوند ظاہر ہوگا، تو ہم فساد سے آزاد کئے جائیں گے، اُس کی مانند جلالی بدن پائیں گے، اور ہمیشہ کے لیے گناہ کی حضوری سے رہائی پائیں گے۔ یہی تمجید ہے—اُس کے جلال میں شریک ہونا۔

شادی اور خانہ داری کے بارے میں سوال

ایک اور نے عملی بات پوچھی: اگر عورت تعلیم یافتہ ہو، بلکہ ماسٹرز تک پڑھ چکی ہو، اور مرد جاہل ہو مگر کاروبار میں ماہر ہو، تو شوہر گھر میں کس طرح حکم چلائے؟ یا اگر بیوی نوکری کرے اور شوہر بے کار ہو، تو گھر کس طرح چلایا جائے؟

شادی میں ذمہ داری

جواب یہ ہے:
اگر مرد کچھ عرصہ بے کار ہو، تو کاہل کی مانند خالی نہ بیٹھے، بلکہ محنت سے روزگار ڈھونڈے۔
اگر ضرورت کے باعث بیوی زیادہ کماتی ہو، تو دونوں ایک دُوسرے کو حقیر نہ جانیں، بلکہ باہمی مشورہ سے گھر کو سنبھالیں۔
لاہور میں ایک میاں بیوی نے ایسا کیا: بیوی کی آمدنی زیادہ تھی، اور کچھ عرصہ وہ باہر کام کرتی رہی جبکہ شوہر بچّوں کی نگہداشت کرتا رہا۔ یہ بُرا نہ تھا، کیونکہ اُنہوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا، اور ایک دُوسرے کی عزّت کی۔
پر بیوی کو یہ نہ کہنا چاہیے: "میں روٹی کماتی ہوں، اور تُو محض نوکر کی مانند ہے۔" کیونکہ یہ گھر کی یکجہتی کو توڑ دیتا ہے۔ بلکہ اُسے چاہیے کہ اپنے شوہر کی

عزّت کرے جیسے اُس کے سر کی، اور شوہر اپنی بیوی کو اپنے بدن کی مانند محبت کرے۔

والدین کی ذمہ داری بچّوں کی تربیت میں

جہاں تک بچّوں کی پرورش کا تعلق ہے، یہ صرف ماں کا فرض نہیں۔
کلام زیادہ زور سے باپوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے بچّوں کو خُدا کے خوف میں تعلیم دیں۔ پر باپ اور ماں دونوں مل کر اپنے بچّوں کو محبت سے پالیں، اگر ضرورت ہو تو تادیب بھی کریں—نہ غصہ میں، نہ سختی سے، بلکہ محبت اور راستبازی کے ساتھ۔

خلاصہ

پس، اے بھائیو:

- ہم گناہ کی سزا سے معاف ہوئے—یہ راہ نجات ہے۔
- ہم گناہ کی قدرت سے رہائی پا رہے ہیں—یہ تقدیس ہے۔
- ہم گناہ کی حضوری سے آزاد کئے جائیں گے—یہ تمجید ہے۔

نجات ایک واقعہ ہے، ایک عمل ہے، اور ایک منزل ہے۔ یہ شروع ہو چکی، پر ابھی پوری نہیں ہوئی، جب تک مسیح پھر نہ آئے۔

بچّوں کی تربیت کے بارے میں

اور جہاں تک بچّوں کی تادیب ہے، کہا گیا: "تادیب کا عصا" غصہ میں نہ برتا جائے، نہ چہرہ پر مارا جائے، نہ پیٹھ پر زخم ڈالنے کو، بلکہ اعتدال سے، تاکہ بچّہ جان لے کہ یہ اُس کی تربیت کے لیے ہے۔
اکثر باپ کو بچّے کو مارنے کی ضرورت نہیں پڑتی، بلکہ عصا کا دیکھنا ہی کافی ہوتا ہے۔
جیسا کہ لکھا ہے: "نادانی بچّہ کے دل سے بندھی ہوئی ہے، پر تادیب کا عصا اُسے اُس سے دُور کر دے گا" (امثال 22:15)۔
پس باپ اور ماں دونوں مل کر اپنے بچّوں کو پالیں، نہ اُنہیں غصہ دلائیں، بلکہ خُداوند کی تربیت اور نصیحت میں اُنہیں بڑھائیں (افسیوں 6:4)۔

شوہر اور بیوی کی باہمی تربیت

اور ایک سوال ہوا: کیا آدم حوّا کو سکھاتا ہے، یا حوّا آدم کو؟
جواب یہ ہے: دونوں ایک دُوسرے کو سکھاتے ہیں۔ کیونکہ بیوی شوہر کی شاگرد نہیں، جیسے وہ اُستاد ہو اور وہ شاگردہ۔ بلکہ شوہر سر ہے، اور بیوی اُس کی مددگار، جیسا کہ لکھا ہے: "میں اُس کے لیے ایک مددگار بناؤں گا جو اُس کے لائق ہو" (پیدائش

(2:18)۔

پر بیوی کے اپنے خیالات ہیں، اپنی خواہشیں ہیں، اور اپنی رائے ہے؛ اور شوہر کا فرض ہے کہ اُنہیں سُنے، اُن کی قدر کرے، اور حکمت سے چلے۔ کیونکہ کلام کہتا ہے: "جس کے کان ہیں وہ سُنے"۔

اور آدمیوں میں ایک سچا مقولہ ہے: "خوش بیوی، خوش زندگی۔" کیونکہ اگر بیوی خوش ہو، تو گھر امن میں ہوتا ہے؛ پر اگر وہ رنجیدہ ہو، تو گھر جھگڑوں سے بھرا رہتا ہے۔

شادی کی نصیحت کی ایک مثال

اور میں ایک بار فیصل آباد میں شادی میں کلام دینے گیا۔ مگر لوگ سُننے کو مائل نہ تھے، بلکہ کھانے کے منتظر تھے۔ سو میں نے صرف ایک جُملہ کہا: "خوش بیوی، خوش زندگی"۔

اور میں نے جوڑے کے لیے دُعا کی، اور کھانے کو برکت دی؛ اور لوگ خوش ہوئے، اور کسی نے شکایت نہ کی کہ کلام مختصر تھا۔

دیکھو، اسی طرح شوہر کو اپنی بیوی کی بات سُننی چاہیے؛ نہ کہ وہ ہر بات میں اُس کی اطاعت کرے، پر اُس کے جذبات کی عزّت کرے۔ کیونکہ عورت کے لیے زیادہ قیمتی یہ ہے کہ شوہر اُس کی بات غور سے سُنے، نہ کہ ہر بات پر عمل کرے۔

بیوی کے جذبات کی عزّت

کیونکہ خُدا نے عورت کو نرم جذبات کے ساتھ بنایا، اور مرد کو عقل کی طاقت کے ساتھ سو اگر بیوی روئے، تو شوہر اُس کا مذاق نہ اُڑائے، نہ اُس کے آنسو حقیر جانے، بلکہ اُسے تسلّی دے، کہے: "میں تیرے ساتھ ہوں؛ میں تیرے غم کی قدر کرتا ہوں؛ خوف نہ کر"۔

اور دیکھ، اُس کے آنسو تھم جائیں گے، اور وہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھے گی۔ پر اکثر شوہر ایسا نہیں کرتے، بلکہ اپنی عقل ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں، اور اپنی بیوی کے دل کی پرواہ نہیں کرتے۔

شادی میں منفی تربیت

پر شوہر اور بیوی میں ایک منفی تربیت بھی ہے، جب وہ جھگڑتے ہیں، بُرا بھلا کہتے ہیں، بلکہ لعنت کرتے ہیں۔ ایک جوڑا سخت لڑتا تھا، یہاں تک کہ اُن کے ہمسائے ہنسنے لگے۔ جب سبب پوچھا گیا، تو ہمسائے نے ہنسی میں کہا: "جب اُس نے جوتا مجھ پر پھینکا اور لگا نہیں، تو میں ہنس پڑا۔ جب میں نے اُس پر پھینکا اور لگا نہیں، تو وہ ہنس پڑی۔ سو ہم دونوں ہنس لیتے ہیں"۔

پر یہ درست تربیت نہیں، کیونکہ دراصل بہت سے جوڑے اپنی جوانی میں نہ سیکھے، نہ والدین، نہ پاسبانوں، نہ بزرگوں نے اُنہیں سکھایا کہ کس طرح سکون سے رہیں۔

شوہر اور بیوی کے جھگڑوں کے بارے میں

یہ بھی سُنو: شوہر اور بیوی کے بیچ اختلاف فطری ہے، کیونکہ وہ دونوں گوشت اور خون ہیں۔ پر جھگڑا ہلاکت کے لیے نہیں، بلکہ صبر، معافی، اور امن کی راہ سیکھنے کے لیے ہے۔
ایک جوڑا ہر سال اس بات پر جھگڑتا تھا کہ ایسٹر اور کرسمس پر کس کے والدین کے پاس جائیں۔ اُنہیں مشورہ دیا گیا: ایسٹر پر ایک کے پاس جاؤ، اور کرسمس پر دُوسرے کے پاس۔
پر سب جھگڑے آسان نہیں؛ کچھ بھاری باتیں ہیں جن میں درمیانی راستہ ڈھونڈنا پڑتا ہے۔
چنانچہ ایک دانا واعظ، پاسٹر سٹیورٹ برسکو، نے ایک جھگڑتے جوڑے سے کہا: "یہ اچھا ہے کہ تم جھگڑتے ہو، کیونکہ اب میں تمہیں سکھاؤں گا کہ کس طرح صاف لڑنا ہے—بغیر گالی کے، بغیر ایسے لفظوں کے جو زخم دیں، اور بغیر حد سے زیادہ کینہ رکھنے کے۔"

جھگڑوں کی شفا

پس سوال یہ نہیں کہ شوہر اور بیوی اختلاف کرتے ہیں یا نہیں؛ بلکہ یہ کہ وہ اُسے کس طرح حل کرتے ہیں۔ اگر وہ ایک دُوسرے کی بات سُن لیں، تو اُن کے 80 فیصد مسائل دُور ہو جائیں گے۔
ایک شخص نے کہا: "میرے والدین پینتیس سال سے شادی میں ہیں، اور کبھی میں نے اُنہیں لڑتے نہ دیکھا۔" پر اُس کے دوست نے جواب دیا: "ممکن ہے وہ چھپ کر جھگڑتے ہوں، جہاں کوئی دیکھ نہ سکے۔"
پس جھگڑنا ناکامی کی نشانی نہیں، بلکہ انسانیت کی علامت ہے۔ اصل ہُنر محبت میں صلح کرنا ہے۔

شادی میں صبر اور ایڈجسٹمنٹ

ایک پاسبان، جو پچاس برس سے شادی شدہ تھا، نے کہا: "تیس سال تک ہم نے بہت جھگڑے کئے؛ پر اُس کے بعد ہم نے امن سیکھ لیا۔"
اور میں نے بھی سُنا: ایک نوجوان کو شادی پر کہا گیا: "خوف نہ کر، کیونکہ صرف پہلے پچیس سال مشکل ہیں۔ اُس کے بعد تُو عادی ہو جائے گا۔"
یہ بات مذاق میں کہی گئی، پر اِس میں حقیقت ہے: شادی میں ایڈجسٹمنٹ ایک دن، یا ایک مہینے، یا ایک سال کا کام نہیں، بلکہ برسوں کا۔ صبر چاہیے، برداشت چاہیے، اور معافی۔

شوہر اور بیوی کا فرض

پس؛

- شوہر اپنی بیوی سے محبت کرے، جیسا کہ مسیح نے کلیسیا سے کی، اور اپنے آپ کو اُس کے لیے دے دیا (افسیوں 5:25)۔
- بیوی اپنے شوہر کی عزّت کرے، اور ہر بات میں اُس کا ساتھ دے (افسیوں 5:33)۔

جیسا کہ مزاحیہ نگار یوسفی نے کہا: "میاں بیوی طوطے اور مینا کی مانند ہیں، سارا دن بولتے رہتے ہیں، باتوں میں اُلجھتے ہیں؛ پر رات کو پھر ایک ہی گھونسلا میں لوٹ آتے ہیں۔"

اختتام

سو اگرچہ جھگڑے اور اختلافات اُٹھتے ہیں، پر محبت، معافی، صبر، اور برداشت بنی رہیں۔
کیونکہ آخر کار تباہی جھگڑوں سے نہیں، بلکہ دل کی سختی سے آتی ہے؛ اور نجات ہم آہنگی سے نہیں، بلکہ اُس محبت سے ہے جو آخر تک قائم رہتی ہے۔